سورة النور

آیات ٦٢ - ٦٤

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى
يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ
لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٦٢﴾
لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ
لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٦٣﴾ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ
مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ قَدْ يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ؕ وَ يَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ وَ اللّٰهُ
بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٦٤﴾

سُورَةُ النُّور

آیات 64

مدنیة

سُورَةٌ أَنزَلْنَاهَا وَفَرَضْنَاهَا وَأَنزَلْنَا فِيهَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ

اسلام فرد، خاندان، معاشرے، ریاست اور امت کو اللہ کے نورِ ہدایت کے تابع کر کے عفت، حیا، عدل، قانونی اور اجتماعی پاکیزگی کا نظام قائم کرتا ہے

شرعی حدود
آیات 1 تا 26

- زنا کی حد (آیات 1-3)
- تہمت (قذف) کا حکم (آیات 4-5)
- لعان (میاں بیوی کے درمیان جھوٹی تہمت) (آیات 6-10)
- واقعہ افک (تہمت کا واقعہ) (آیات 11-22)
- آخرت میں تہمت کی سزا (آیات 23-26)

معاشرتی آداب (حصہ اول)
آیات 27 تا 34

- گھر میں داخل ہونے کے آداب (آیات 27-29)
- مرد و خواتین کے لیے نظریں نیچی رکھنے اور زینت چھپانے کا حکم (آیات 30-31)
- نکاح اور غلاموں کی آزادی کا حکم (آیات 32-34)

نورِ الٰہی، مساجد کا فضل اور اس کی قدرت
آیات 35 تا 46

- اللہ کا نور اور مساجد کو آباد کرنے والوں کا اجر (آیات 35-38)
- کافروں کے اعمال کی مثال (آیات 39-40)
- اللہ کی قدرت کی نشانیاں (آیات 41-46)

اللہ کی آیات پر منافقین کا رویہ
آیات 47 تا 57

- مومنوں کی فرمانبرداری اور منافقوں کا جھوٹ (آیات 47-54)
- اللہ کا طریقہ کار بندوں کے لیے (آیات 55-57)

آیتِ استخلاف

معاشرتی آداب (حصہ دوم)
آیات 58 تا 64

- گھروں کے دیگر آداب (آیات 58-61)
- رسول اللہ (ﷺ) کے ساتھ برتاؤ کے آداب (آیات 62-63)
- اللہ کی بادشاہت، علم اور قدرت (آیت 64)

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۚ

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ - ایمان والے تو صرف وہ لوگ ہیں

اِنَّمَا : کلمۂ حصر (صرف، محض، بس، یہی)

اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ - جو ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسول (پر)

وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ - اور جب وہ ہوتے ہیں اس کے ساتھ

عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ - جمع کرنے والے (یعنی اہم) معاملہ پر

جَامِع : جمع کرنے والا، اجتماعی، جامع (اسم فاعل)

لَّمْ يَذْهَبُوْا - وہ نہیں جاتے (وہاں سے)

لَّمْ : نہیں

ذَهَبَ يَذْهَبُ ، ذَهَابًا : جانا

حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ - یہاں تک کہ وہ اس سے اجازت مانگ لیں

اِسْتَاْذَنَ يَسْتَاْذِنُ ، اِسْتِيْذَانٌ : اجازت مانگنا (X)

اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ - بیشک جو لوگ اجازت مانگتے ہیں آپ سے

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ - وہی ہیں جو ایمان لاتے ہیں

بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ - اللہ اور اسکے رسول پر

فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۲﴾

فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ - تو جب وہ اجازت مانگیں آپ سے

لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ - اپنے کسی کام کے لیے

شَاْن : کام،، معاملہ، فکر، حالت

فَاْذَنْ لِّمَنْ - تو آپ اجازت دے دیں جس کو

اَذِنَ یَاْذَنُ ، اِذْنًا: اجازت دینا

شِئْتَ مِنْهُمْ - آپ چاہیں ان میں سے

(ش ي أ) شَآءَ یَشَآءَ ، مَشِيْئَةٌ : چاہنا

وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ - اور بخشش طلب کیجیے ان کے لیے اللہ سے

اِسْتَغْفَرَ یَسْتَغْفِرُ ، اِسْتِغْفَارٌ : بخشش طلب کرنا (X)

اردو میں : استغفار، مغفرت، غفار، مغفور، مغفر

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ - بیشک اللہ بہت بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰۤى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ
يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَ
اسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٦٢﴾

مومن تو اصل میں وہی ہیں جو اللہ اور اُس کے رسول کو دل سے مانیں اور جب کسی اجتماعی کام کے
موقع پر رسولؐ کے ساتھ ہوں تو اُس سے اجازت لیے بغیر نہ جائیں جو لوگ تم سے اجازت مانگتے ہیں
وہی اللہ اور رسول کے ماننے والے ہیں، پس جب وہ اپنے کسی کام سے اجازت مانگیں تو جسے تم چاہو
اجازت دے دیا کرو اور ایسے لوگوں کے حق میں اللہ سے دعائے مغفرت کیا کرو، اللہ یقیناً غفور و
رحیم ہے

The true believers are only those who sincerely believe in Allah and in His Messenger and who, whenever they are with him on some common errand, they do not go away until they have asked leave of him. Verily those who ask leave of you, it is they who truly believe in Allah and His Messenger. So if they ask your leave in connection with some of their affairs, give leave to those whom you will, and ask Allah for forgiveness on their behalf. Surely Allah is Much Forgiving, Ever Merciful.

محمد اقبال

آیات 62 - 64

اسلامی اجتماعیت، اطاعت اور نظم و ضبط

- حقیقی اہلِ ایمان وہ ہیں جو کسی اہم اجتماعی معاملے میں رسول اللہ ﷺ اور جماعت کے ساتھ موجود رہتے ہیں اور کسی حقیقی ضرورت کے بغیر اجتماع چھوڑ کر نہیں جاتے؛ ضرورت پیش آئے تو ذمہ دار قیادت سے اجازت طلب کرتے ہیں
- قیادت کو بھی حالات اور اجتماعی مصلحت کے مطابق اجازت دینے اور افراد کے لیے خیر و مغفرت کی دعا کرنے کی تعلیم دی گئی ہے
- حکمِ رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والوں کو فتنہ اور دردناک انجام سے خبردار کرتے ہوئے واضح کیا گیا ہے کہ اللہ انسانوں کے ظاہر و باطن، نیتوں اور رویّوں سے پوری طرح واقف ہے اور سب کو بالآخر اسی کے حضور اپنے اعمال کا جواب دینا ہوگا

صالح اجتماعیت محض افراد کے جمع ہو جانے کا نام نہیں، بلکہ مشترک مقصد، اطاعت، اجازت، ذمہ دارانہ شرکت، احترامِ قیادت اور اللہ کے سامنے جواب دہی پر قائم ہوتی ہے۔

قرآنِ کریم - انفرادی و اجتماعی زندگی کی جامع رہنمائی

قرآنِ کریم صرف فرد کی عبادات اور اخلاقی اصلاح تک محدود نہیں، بلکہ انسانی زندگی کے انفرادی اور اجتماعی دونوں پہلوؤں کے لیے اصولی اور عملی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔
گزشتہ قرآنی اسباق میں ہم فرد کی کردار سازی، عائلی و خاندانی زندگی، سماجی و معاشرتی تعلقات، معاشی و تجارتی معاملات، عدالتی و دستوری اصول، صلح و جنگ کے قوانین، نیز فوجداری اور دیوانی احکام کا مطالعہ کر چکے ہیں۔
اس جامع رہنمائی سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام زندگی کو الگ الگ اور غیر مربوط خانوں میں تقسیم نہیں کرتا، بلکہ عقیدہ، اخلاق، قانون اور اجتماعی عمل کو ایک مربوط نظام کی صورت میں پیش کرتا ہے۔ لہٰذا یہ فطری امر ہے کہ قرآن کسی جماعت کی تشکیل، اس کی قیادت، اجتماعی ذمہ داری اور نظم و ضبط جیسے اہم شعبے کو بھی الٰہی ہدایات سے خالی نہ چھوڑے۔

قرآن فردِ صالح کی تربیت کے ساتھ ایک منظم، ذمہ دار اور با اصول اجتماعی زندگی کی تشکیل بھی چاہتا ہے

اسلامی اجتماعیت - ایک واضح قرآنی موضوع

- اسلامی اجتماعیت قرآنِ کریم کا خالص اور مستقل موضوع ہے، جس پر سورۃ البقرہ، آلِ عمران، النساء، الانفال، الشوریٰ، الصّف اور دیگر سورتوں میں اتحاد، مشاورت، معروف میں اطاعت، قیادت، اجتماعی ذمہ داری اور تفرقے سے اجتناب کی واضح ہدایات دی گئی ہیں۔ سورۃ النور کی آیات 62 تا 64 میں یہ رہنمائی مزید عملی صورت اختیار کرتی ہے: جماعت کے اہم کام میں ذمہ دارانہ شرکت، اجازت کے بغیر اجتماع نہ چھوڑنا، حقیقی مجبوری میں امیر یا قائد سے باقاعدہ استیذان، قیادت کا حالات کے مطابق فیصلہ، اور نظم شکنی پر جواب دہی۔ اس طرح قرآن جماعت، قائد اور کارکن کے باہمی تعلق کو واضح اصولوں میں منظّم کرتا ہے۔
- اسلامی اجتماعیت کو کوئی ممنوع، غیر اسلامی، غیر دینی یا قابلِ اجتناب موضوع سمجھنا قرآنی تعلیمات اور اس کی وسعت کو نہ جاننے کا نتیجہ ہے۔ بعض تاریخی، سیاسی یا معاشرتی تصورات کے زیرِ اثر اس موضوع سے اجنبیت پیدا ہو گئی ہے، لیکن قرآن اسے ایمان، تعاون، شورائیت، اطاعت اور اجتماعی ذمہ داری کے ایک جائز اور ضروری میدان کے طور پر پیش کرتا ہے۔ البتہ یہ نظم مطلق آمریت یا اندھی اطاعت نہیں، بلکہ اللہ و رسول ﷺ کی اطاعت، معروف، عدل، مشاورت اور جواب دہی کے تابع ہوتا ہے۔

منظم اسلامی اجتماعیت نہ شجرِ ممنوعہ ہے اور نہ محض سیاسی تصور - یہ ایک واضح قرآنی تعلیم اور صالح اجتماعی زندگی کی بنیادی ضرورت ہے

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۚ

اسلامی اجتماعی/جماعتی زندگی، نظم اور اجازت

- سورۃ النور کا یہ آخری رکوع تین آیات پر مشتمل ہے اور اس میں اسلامی اجتماعی/ جماعتی زندگی کے بنیادی آداب، نظم و ضبط، اطاعت اور جواب دہی کی تعلیم دی گئی ہے۔ اس آیتِ کریمہ میں حقیقی اہلِ ایمان کی علامت یہ بیان ہوئی ہے کہ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی اہم اجتماعی کام میں شریک ہوں تو آپ ﷺ کی اجازت کے بغیر وہاں سے نہیں جاتے: وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ یہ حکم اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ اسلامی اجتماعیت محض لوگوں کے اکٹھا ہو جانے کا نام نہیں، بلکہ مشترک مقصد، ذمہ دار قیادت اور باقاعدہ نظم کی پابندی پر قائم ہوتی ہے۔
- **اَمْرٍ جَامِعٍ کا مفہوم** : اَمْرٍ جَامِعٍ سے مراد ایسا اہم اجتماعی معاملہ ہے جس میں جماعت کے تمام افراد یا متعلقہ کارکنوں کی شرکت ضروری ہو؛ مثلاً اہم مشاورت، دفاعی مہم، جنگ، اجتماعی منصوبہ بندی، دعوتی سرگرمی یا کوئی دوسرا مشترک دینی و ملی کام۔ ایسے موقع پر کسی فرد کو اپنی مرضی سے اجتماع یا ذمہ داری چھوڑ دینے کی اجازت نہیں، کیونکہ ایک شخص کا غیر ذمہ دارانہ طور پر الگ ہو جانا بھی پوری مہم، کام کی تقسیم اور جماعتی قوت کو متاثر کر سکتا ہے

نبی اکرم ﷺ کے بعد اس اصول کا اطلاق اسلامی نظم کے جائز امراء، ذمہ داران اور نگرانوں پر ہوتا ہے۔ اگر کسی ادارے یا جماعت کے افراد باقاعدہ نظم کے پابند نہ ہوں تو کوئی شخص ایک طرف اور کوئی دوسری طرف نکل جائے گا، جس کے نتیجے میں اجتماعی منصوبے پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچ سکیں گے اور اجتماعیت بے نظمی اور طوائف الملوکی کا شکار ہو جائے گی۔

- اسلامی نظم سے مراد مسلمانوں کا ایسا منظم اجتماعی نظام ہے جو اللہ اور رسول ﷺ کی ہدایات کے تابع، ایک جائز قیادت، واضح ذمہ داریوں، باہمی مشاورت، معروف میں اطاعت، نظم و ضبط اور جواب دہی کی بنیاد پر کسی مشترک دینی و اجتماعی مقصد کے لیے کام کرے

اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۲﴾

اجازت طلب کرنا ایمان اور ذمہ داری کی علامت

- آیت میں اجازت طلب کرنے کو محض انتظامی ضابطہ نہیں بلکہ ایمان کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ تربیت یافتہ اہلِ ایمان اجتماعی ضرورت کے وقت ڈیوٹی چھوڑ کر بھاگتے یا خاموشی سے غائب نہیں ہوتے۔ وہ حتی الامکان اپنی ذاتی مشکلات کا حل نکالتے اور دین و جماعت کے اجتماعی کام کو ترجیح دیتے ہیں۔ تاہم کوئی حقیقی مجبوری یا اہم ذاتی ضرورت پیش آجائے تو وہ نظم توڑنے کے بجائے باقاعدہ اجازت طلب کرتے ہیں۔
- اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اجازت مانگنا، ذمہ داری سے بے نیازی نہیں بلکہ نظم کی پاس داری ہے۔ البتہ اجازت اسی وقت طلب کی جانی چاہیے جب ضرورت واقعی اہم ہو؛ معمولی خواہشات، سہولت پسندی یا غیر ضروری مصروفیات کو اجتماعی ذمہ داری پر ترجیح دینا مومن کے شایانِ شان نہیں

اجازت دینا قائد کا صوابدیدی اختیار : اللہ نے فرمایا: فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ یعنی جب وہ اپنے کسی ضروری کام کے لیے اجازت مانگیں تو آپ ﷺ ان میں سے جسے مناسب سمجھیں اجازت دے دیں۔ اس سے اسلامی نظم کا یہ اصول سامنے آتا ہے کہ رخصت طلب کرنا کارکن کا حق ہے، لیکن رخصت مل جانا اس کا لازمی استحقاق نہیں۔ اجازت دینے یا نہ دینے کا فیصلہ قائد، امیر یا ذمہ دار شخص حالات، اجتماعی مہم کی ضرورت، فرد کی مجبوری اور متبادل انتظام کو سامنے رکھ کر کرے گا

- اس طرح قائد دونوں ضرورتوں کا موازنہ کرتا ہے: ایک طرف جماعت اور مشن کی ضرورت، اور دوسري طرف فرد کو پیش آنے والی ناگزیر مجبوری۔ اگر اجتماعی کام زیادہ اہم ہو تو اجازت نہیں دی جاسکتی ہے، اور اگر فرد کی ضرورت واقعی شدید ہو اور اس کے جانے سے کام متاثر نہ ہو تو اسے رخصت دی جاسکتی ہے۔ اس صوابدیدی اختیار کا مقصد آمریت نہیں بلکہ اجتماعی مصلحت اور منظم فیصلہ سازی ہے

إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأْذَن لِّمَن شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٦٢﴾

ادبِ استیذان اور احترامِ قیادت

(Etiquette of Seeking Permission and Respect for Leadership)

- اجازت کی درخواست بھی مؤدبانہ، واضح اور ذمہ دارانہ انداز میں پیش ہونی چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کرتے وقت آپ کے منصبِ نبوت اور عظمت کا پورا احترام ملحوظ رکھا جاتا تھا۔ اسی رکوع کی متصل ہدایت میں رسول اللہ ﷺ کو عام افراد کی طرح پکارنے سے منع کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی نظم میں اطاعت کے ساتھ تہذیب، احترام اور حسنِ خطاب بھی ضروری ہے۔

- یہ آیت کریمہ اسلامی اجتماعی زندگی کا ایک بنیادی ضابطہ مقرر کرتی ہے: اہم اجتماعی کام میں پوری ذمہ داری کے ساتھ شریک رہا جائے، اجازت کے بغیر ذمہ داری نہ چھوڑی جائے، حقیقی مجبوری میں باقاعدہ اجازت طلب کی جائے اور قائد کو حالات و مصالح کے مطابق فیصلہ کرنے کا اختیار دیا جائے
یہ نظم انفرادی آزادی کو ختم نہیں کرتا بلکہ اسے اجتماعی ذمہ داری، باہمی اعتماد اور مشترک مقصد کے تابع کرتا ہے۔ ایک مضبوط اسلامی اجتماعیت وہی ہے جس کے افراد فرض شناسی، اطاعت، ایثار، ادب اور جواب دہی کے ساتھ اپنے اجتماعی عہد کو پورا کریں

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۭ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ

لَا تَجْعَلُوْا - نہ بناؤ تم

جَعَلَ يَجْعَلُ ، جَعْلًا : بنانا

دُعَآءَ الرَّسُوْلِ - رسول کے بلانے کو

دُعَآء : بلانا

بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ - اپنے درمیان جیسے بلانا ہے

بَعْضِكُمْ بَعْضًا - تمہارے بعض کا بعض کو

قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ - بلاشبہ اللہ جانتا ہے ان لوگوں کو جو

تَسَلَّلَ يَتَسَلَّلُ ، تَسَلُّلٌ : کھسک جانا، چھپ کر نکل جانا

(IV III X)

يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ - کھسک جاتے ہیں تم میں سے

(س ل ل) م : گ

لِوَاذًا - کسی کی آڑ لیتے ہوئے (ل و ذ)

لَاذَا يَلُوْذُ ، لِوَاذًا : باہم ایک دوسرے کی آڑ لینا

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ - پس چاہیے کہ بچیں (ڈریں) وہ لوگ جو

حَذَرَ يَحْذَرُ ، حَذْرًا : ڈرنا

اردو میں :

اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٦٣﴾ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قَدْ يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ؕ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٦٤﴾ ع

يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ - مخالفت کرتے ہیں اس (رسول) کے حکم کی

خَالَفَ يُخَالِفُ ، مُخَالَفَةٌ : خلاف کرنا (III)

اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ - یا آ لگے ان کو کوئی دردناک عذاب

اَصَابَ يُصِيْبُ ، اِصَابَةٌ: پہنچنا (IV)

اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ - آگاہ رہو بیشک اللہ ہی کا ہے

اَلَا : آگاہ ہو جاؤ (حرفِ تنبیہ)

مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ - جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے

قَدْ يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ - یقیناً وہ جانتا ہے جس (حال) پر تم ہو

وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ - اور اس دن کو (بھی جس میں) وہ لوٹائے جائیں گے اس کی طرف

فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا - پھر وہ خبر دے گا انہیں (اس) کی جو انھوں نے عمل کیے

نَبَّاَ يُنَبِّئُ ، تَنْبِئَةٌ : خبر دینا (II)

اردو میں :

وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ - اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ
اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٦٣﴾ اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ قَدْ يَعْلَمُ مَاۤ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ؕ وَ يَوْمَ يُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ
بِمَا عَمِلُوْا ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٦٤﴾

مسلمانو، اپنے درمیان رسولؐ کے بلانے کو آپس میں ایک دوسرے کا سا بلانا نہ سمجھ بیٹھو اللہ اُن لوگوں کو خوب جانتا ہے جو تم میں ایسے ہیں کہ ایک دوسرے کی آڑ لیتے ہوئے چپکے سے سٹک جاتے ہیں رسولؐ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے کہ وہ کسی فتنے میں گرفتار نہ ہو جائیں یا ان پر دردناک عذاب نہ آ جائے

خبردار رہو، آسمان و زمین میں جو کچھ ہے اللہ کا ہے تم جس روش پر بھی ہو اللہ اُس کو جانتا ہے جس روز لوگ اُس کی طرف پلٹیں گے وہ اُنہیں بتا دے گا کہ وہ کیا کچھ کر کے آئے ہیں وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے

swonk hallA .rehtona eno gnillac ruoy sa uoy gnoma regnesseM eht fo gnillac eht ekam ton oD (!smilsuM) og ohw esoht teL .rehtona eno dniheb retlehs gnikat ,yawa laets ylsuotitiperrus ohw uoy fo esoht llew meht tciffla tnemhsinup ereves ro lairt a tsel eraweb (regnesseM eht fo) redro eht tsniaga

Lo! Whatsoever is in the heavens and the earth belongs to Allah. He is well aware of your ways. And the Day when they will be returned to Him, He will tell them all what they did. Allah knows everything.

محمد اقبال

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۭ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝٦٣

تعظیمِ رسول ﷺ، اطاعت اور اجتماعی نظم

- اس آیتِ کریمہ میں رسول اللہ ﷺ کے مقام، آپ ﷺ کے بلاوے اور حکم کی غیر معمولی اہمیت واضح کرتے ہوئے منافقانہ طرزِ عمل سے خبردار کیا گیا ہے۔ گزشتہ آیت میں اہم اجتماعی کام کے دوران اجازت کے بغیر مجلس یا مہم چھوڑنے سے منع کیا گیا تھا؛ اب بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا بلاوا، خطاب اور حکم عام انسانوں کے باہمی معاملات کی طرح نہیں۔ آپ ﷺ کی اطاعت ایمان کا تقاضا، آپ کا ادب دینی ذمہ داری اور آپ کے حکم کی مخالفت فتنے اور عذاب کا سبب بن سکتی ہے۔
- **دُعَاءِ الرَّسُولِ کے تین مفاہیم:** آیت میں لفظ دُعَاء استعمال ہوا ہے، جس کے معنی بلانے، پکارنے اور دعا کرنے کے ہیں۔ دُعَاءِ الرَّسُولِ کے تین باہم مربوط مفاہیم بیان کیے گئے ہیں، اور قرآنی الفاظ ان سب کی گنجائش رکھتے ہیں:

① **رسول اللہ ﷺ کا لوگوں کو بلانا:** پہلا مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بلانے کو عام لوگوں کے ایک دوسرے کو بلانے کی طرح نہ سمجھا جائے۔ کسی عام شخص کے بلانے پر آنے یا نہ آنے کی گنجائش ہو سکتی ہے، لیکن رسول اللہ ﷺ کا بلاوا دینی حکم اور اجتماعی ذمہ داری کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس پر لبیک کہنا، فوری تعمیل کرنا اور بلاعذر پیچھے نہ رہنا ایمان کا تقاضا ہے۔ آپ ﷺ کے بلاوے کو نظرانداز کرنا، اس میں تساہل برتنا یا اس سے دل میں تنگی محسوس کرنا ایمان کی کمزوری کی علامت ہے۔

② **رسول اللہ ﷺ کو پکارنے کا ادب:** دوسرا مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اس طرح نہ پکارا جائے جیسے عام لوگ ایک دوسرے کو نام لے کر بے تکلفی سے پکارتے ہیں۔ آپ ﷺ کو مخاطب کرتے وقت منصبِ نبوت، تعظیم اور توقیر ملحوظ رکھی جائے اور یَا رَسُولَ اللہ یا یَا نَبِیَّ اللہ جیسے مؤدبانہ الفاظ اختیار کیے جائیں۔

لَا تَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ بَيۡنَكُمۡ كَدُعَآءِ بَعۡضِكُمۡ بَعۡضًا ‌ؕ قَدۡ يَعۡلَمُ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ يَتَسَلَّلُوۡنَ مِنۡكُمۡ لِوَاذًا‌ ۚ فَلۡيَحۡذَرِ الَّذِيۡنَ يُخَالِفُوۡنَ عَنۡ اَمۡرِهٖۤ اَنۡ تُصِيۡبَهُمۡ فِتۡنَةٌ اَوۡ يُصِيۡبَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۶۳﴾

سورۃ الحجرات میں بھی آپ ﷺ کے سامنے آواز پست رکھنے اور حجروں کے باہر سے بلند آواز میں نہ پکارنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محبتِ رسول ﷺ کا صحیح اظہار جذباتی بے تکلفی نہیں بلکہ ادب، اطاعت اور احترام ہے

③ رسول اللہ ﷺ کی دعا کی اہمیت:

تیسرا مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دعا کو عام انسان کی دعا نہ سمجھا جائے۔ آپ ﷺ کسی سے خوش ہو کر اس کے حق میں دعا فرمائیں تو یہ اس کے لیے عظیم سعادت اور نعمت ہے، اور اگر کسی کے طرزِ عمل پر ناراضی کا اظہار ہو تو یہ نہایت سنگین محرومی ہے۔ اس مفہوم میں بھی اہلِ ایمان کو آپ ﷺ کی رضا، دعا اور خوشنودی حاصل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

- سیاق کے اعتبار سے بنیادی مفہوم: اگرچہ یہ تینوں معانی درست اور قرآنی الفاظ میں شامل ہیں، لیکن آیت کے بعد کے مضمون سے پہلا مفہوم زیادہ مناسبت رکھتا ہے؛ یعنی رسول اللہ ﷺ کے بلاوے اور اجتماعی حکم کو معمولی نہ سمجھا جائے۔ اس کے فوراً بعد ان لوگوں کا ذکر ہے جو اجتماعی کام میں ظاہری طور پر شریک تو ہوتے، لیکن موقع پا کر دوسروں کی آڑ میں چپکے سے نکل جاتے تھے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اصل تنبیہ رسول اللہ ﷺ کی دعوت، مجلس اور اجتماعی حکم سے بے اعتنائی کے خلاف ہے۔
- حکمِ رسول ﷺ کی مخالفت سے تنبیہ: آیت کے آخر میں فرمایا گیا: فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے انحراف کرتے ہیں، انہیں ڈرنا چاہیے کہ کہیں وہ کسی فتنے میں مبتلا نہ ہو جائیں یا دردناک عذاب انہیں نہ آ پکڑے۔ یہاں مخالفت سے صرف علانیہ نافرمانی مراد نہیں، بلکہ حکم سے پہلو تہی، خفیہ انحراف، حیلہ سازی اور بظاہر اطاعت کے باوجود عملی مخالفت بھی شامل ہے۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾

○ **فتنے کی مختلف صورتیں:** آیت میں مذکور فتنہ کسی ایک صورت تک محدود نہیں۔ امام جعفر صادقؒ نے فتنے کا مطلب ظالموں کا تسلط لیا ہے، یعنی اگر مسلمان آپ ﷺ کے احکام کی خلاف ورزی کریں گے تو اندیشہ ہے کہ ان پر ظالم و جابر حکمران مسلط کر دیئے جائیں۔ تاہم اس کے علاوہ بھی فتنہ کی متعدد اجتماعی اور اخلاقی صورتیں ہو سکتی ہیں، مثلاً:

← باہمی تفرقہ اور خانہ جنگی
← اخلاقی اور دینی زوال
← اجتماعیت/جماعتی نظم کی پراگندگی
← داخلی انتشار اور باہمی اعتماد کا خاتمہ
← سیاسی و مادی قوت کا کمزور ہو جانا
← عزت و وقار کھو دینا اور دوسروں کی محکومی
← حق کو سمجھنے اور قبول کرنے کی صلاحیت سے محرومی

یوں رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات سے انحراف کا انجام صرف آخرت کا عذاب نہیں، بلکہ دنیا میں بھی انتشار، کمزوری اور اجتماعی ذلت کی صورت میں ظاہر ہو سکتا ہے۔

◉ رسول اللہ ﷺ کا بلاوا، حکم، خطاب اور دعا عام انسانوں کے معاملات کے مانند نہیں۔ آپ ﷺ کی دعوت پر لبیک کہنا، آپؐ کے مقام کا ادب کرنا اور آپؐ کے حکم کی مخلصانہ پیروی کرنا ایمان کا لازمی تقاضا ہے۔ اس کے برعکس اجتماعی ذمہ داری سے چپکے سے نکلنا، ظاہری اطاعت کے پردے میں حکم سے انحراف کرنا اور رسول اللہ ﷺ کی ہدایت کو معمولی سمجھنا منافقانہ طرزِ عمل ہے

اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ قَدۡ یَعۡلَمُ مَاۤ اَنۡتُمۡ عَلَیۡهِ ؕ وَ یَوۡمَ یُرۡجَعُوۡنَ اِلَیۡهِ فَیُنَبِّئُهُمۡ بِمَا عَمِلُوۡا ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ﴿۶۴﴾

آخری تنبیہ، جواب دہی اور تقویٰ

- سورۃ النور کا اختتام اس جامع حقیقت پر ہوتا ہے کہ آسمانوں اور زمین کی حقیقی ملکیت اور اقتدار صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔اس لیے منافقین یا کوئی بھی شخص اپنی ظاہری قوت، تدبیر یا خفیہ منصوبہ بندی کے بھروسے پر اللہ کی گرفت سے نہیں بچ سکتا۔
- قَدْ يَعْلَمُ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ یاد دلاتا ہے کہ اللہ انسان کی ظاہری حالت ہی نہیں بلکہ اس کی نیت، رویّے اور پوشیدہ ارادوں سے بھی پوری طرح واقف ہے۔
- جو اعمال دنیا میں لوگوں سے چھپائے جا سکتے ہیں، قیامت کے دن وہ سب اللہ کے سامنے ظاہر کر دیے جائیں گے۔وَيَوْمَ يُرْجَعُونَ إِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا آخرت کی مکمل جواب دہی اور اعمال کے محاسبے کا اعلان ہے۔
- اسی حقیقت کو یہ شعر نہایت مؤثر انداز میں بیان کرتا ہے:

قریب ہے یارو روزِ محشر، چھپے گا کشتوں کا خون کیوں کر جو چپ رہے گی زبانِ خنجر، لہو پکارے گا آستیں کا۔

- آیت یہ شعور پیدا کرتی ہے کہ انسان کا اصل نگران محض بیرونی قانون یا اجتماعی نظم نہیں بلکہ اللہ کی نگرانی کا زندہ احساس ہے۔
- سورۃ میں بیان کردہ حیا، عفت، استیذان، معاشرتی آداب اور اجتماعی نظم کی حقیقی حفاظت بھی اسی باطنی تقویٰ سے ہوتی ہے۔جب انسان یقین رکھتا ہو کہ اللہ ہر ظاہر و پوشیدہ عمل سے واقف ہے تو وہ تنہائی میں بھی حدودِ الٰہی کی پاسداری کرتا ہے۔یوں سورۃ النور کا اختتام ملکیتِ الٰہی، علمِ الٰہی، آخرت کی جواب دہی اور خشیت و تقویٰ کو تمام اخلاقی و اجتماعی احکام کا آخری محافظ قرار دے کر ہوتا ہے۔

اضافی مواد

Reference Material

آیات 62-64 میں جن اہم اسلامی اصولوں کی رہنمائی ملتی ہے

1. ایمان اور اسلامی اجتماعیت کا باہمی تعلق
2. اہم اجتماعی امور میں ذمہ دارانہ شرکت
3. اجتماعی نظم وضبط کی پابندی
4. اجازت کے بغیر اجتماع نہ چھوڑنے کا اصول
5. حقیقی ضرورت کے وقت اجازت طلب کرنا
6. اجتماعی مصلحت کو ذاتی ضرورت پر مقدم رکھنا
7. قیادت کے صوابدیدی اختیار کا احترام
8. افراد کی حقیقی مجبوریوں کی رعایت
9. رسول اللہ ﷺ کے مقام اور حکم کا احترام
10. دعوتِ رسول ﷺ کی فوری تعمیل
11. چپکے سے نکلنے اور نظم شکنی کی ممانعت

آیات 62-64 میں جن اہم اسلامی اصولوں کی رہنمائی ملتی ہے

12. اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایمان کا لازمی تقاضا سمجھنا
13. حکمِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت سے اجتناب
14. فتنے اور اجتماعی انتشار سے حفاظت
15. اجتماعی ذمہ داری میں اخلاص اور دیانت
16. ظاہر و باطن میں اللہ کے سامنے جواب دہی
17. نیتوں اور پوشیدہ اعمال پر اللہ کے علم کا یقین
18. آخرت میں اعمال کے محاسبے کا شعور

اسلامی اجتماعیت، قیادت اور نظامِ اجتماعی کے قرآنی اصول

1. اسلامی اجتماعیت کی نظریاتی بنیاد
2. استخلاف اور صالح اجتماعی اقتدار
3. اسلامی حکومت اور اقتدار کا مقصد
4. اسلامی قیادت کا تصور
5. شوریٰ اور اجتماعی فیصلہ سازی
6. اطاعت کا قرآنی نظام
7. اسلامی اجتماعیت میں نظم و ضبط
8. جماعت اور قائد کا باہمی تعلق
9. اجتماعی افراد کی ذمہ داریاں
10. اسلامی حکومت کی بنیادی ذمہ داریاں
11. عدل: اسلامی اجتماعی نظام کی مرکزی قدر
12. قانون اور بالادستیِ ہدایتِ الٰہی
13. اجتماعی نظم اور اخلاق کا تعلق
14. اسلامی اجتماعیت اور منافقانہ رویّے
15. بیعت، عہد اور اجتماعی التزام
16. اسلامی اجتماعیت اور جہاد و دفاع
17. اقامتِ دین کا اجتماعی پہلو
18. اسلامی نظام کے عملی مظاہر
19. اقتدار اور اخلاقی جواب دہی
20. اسلامی اجتماعیت کا جامع قرآنی تصور

اسلامی اجتماعیت، قیادت اور نظامِ اجتماعی کے قرآنی اصول

اسلامی اجتماعیت کی نظریاتی بنیاد

- امتِ مسلمہ کا اجتماعی تشخص- البقرۃ: 143
- وحدت اور اعتصام بحبل اللہ- آل عمران: 103
- تفرقہ اور گروہ بندی کی ممانعت-آل عمران: 105؛الانعام: 159
- اجتماعی خیر اور امر بالمعروف کے لیے جماعت- آل عمران: 104
- خیرِ امت اور اجتماعی ذمہ داری- آل عمران: 110
- اہلِ ایمان کی باہمی ولایت و تعاون- التوبۃ: 71

استخلاف اور صالح اجتماعی اقتدار

- وعدۂ استخلاف- النور: 55
- استخلاف کی شرائط: ایمان اور عملِ صالح
- تمکینِ دین- دین کے لیے اجتماعی استحکام
- خوف کے بعد امن کا قیام
- خالص بندگی اور نفیِ شرک
- اقتدار کو امانت اور آزمائش سمجھنا- الانعام: 165؛یونس: 14

اسلامی اجتماعیت، قیادت اور نظامِ اجتماعی کے قرآنی اصول

اسلامی حکومت اور اقتدار کا مقصد

- اقامتِ صلاۃ- الحج: 41
- ادائے زکوٰۃ اور معاشی ذمہ داری- الحج: 41
- امر بالمعروف- الحج: 41
- نہی عن المنکر- الحج: 41
- عدل وانصاف کا قیام- النساء: 58؛المائدۃ: 8
- حقوق اور امانات کی ادائیگی- النساء: 58
- انصاف (قسط) پر قائم اجتماعی نظام- الحدید: 25

اسلامی قیادت کا تصور

- اولی الامر اور اجتماعی قیادت - النساء: 59
- قیادت بطور امانت، نہ کہ شخصی استحقاق - النساء: 58
- عدل پر مبنی فیصلہ سازی
- قائد کی جوابدہی اللہ کے سامنے
- قیادت میں علم، صلاحیت اور اہلیت - البقرۃ: 247
- قوت اور امانت - القصص: 26
- رحمت، نرم مزاجی اور مشاورت - آل عمران: 159

اسلامی اجتماعیت، قیادت اور نظامِ اجتماعی کے قرآنی اصول

شوریٰ اور اجتماعی فیصلہ سازی

- وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ - الشوریٰ: 38
- قیادت کا اہلِ جماعت سے مشورہ - آل عمران: 159
- مشورے کے بعد عزم اور فیصلہ
- اختلاف کو ضابطے کے تحت حل کرنا - النساء: 59
- فیصلے کے بعد نظم کی پابندی

اطاعت کا قرآنی نظام

- اطاعتِ اللہ
- اطاعتِ رسول ﷺ
- اولی الامر کی معروف میں اطاعت - النساء: 59
- سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا کا مومنانہ رویہ - النور: 51
- اطاعتِ رسول ﷺ کو ہدایت کا ذریعہ سمجھنا - النور: 54
- معصیت میں اطاعت نہ ہونا - قرآنی اصولِ اطاعت کی مجموعی حد

اسلامی اجتماعیت، قیادت اور نظامِ اجتماعی کے قرآنی اصول

اسلامی اجتماعیت میں نظم وضبط

- اَمْرٍ جَامِعٍ میں ذمہ دارانہ شرکت - النور: 62
- اجتماعی کام اجازت کے بغیر نہ چھوڑنا
- حقیقی ضرورت میں استیذان
- قائد کا رخصت دینے یا روکنے کا اختیار
- اجتماعی ضرورت کو ذاتی سہولت پر ترجیح دینا
- چھپ کر نکلنے اور نظم شکنی کی مذمت - النور: 63
- صف بندی اور منظّم عمل -الصّف: 4
- باہمی نزاع سے اجتماعی قوت کے زوال کی تنبیہ - الانفال: 46

جماعت اور قائد کا باہمی تعلق

- قائد کا احترام
- رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلاوے کی خصوصی اہمیت - النور: 63
- قائد کو حالات کی مناسبت سے فیصلہ کرنے کا اختیار -النور: 62
- افراد کی حقیقی مجبوریوں کی رعایت
- قائد کا افراد کے لیے خیر اور مغفرت کی دعا کرنا - النور: 62
- اطاعت کے ساتھ خیر خواہی اور اعتماد

اسلامی اجتماعیت، قیادت اور نظامِ اجتماعی کے قرآنی اصول

اسلامی اجتماعیت میں افراد کی ذمہ داریاں

- اجتماعی مقصد سے وفاداری
- ذمہ داری کی بروقت ادائیگی
- اجتماع اور مشن میں حاضری
- نظم کے مقررہ طریقۂ کار کی پابندی
- ذاتی مفاد پر اجتماعی خیر کو ترجیح
- باہمی تعاون - المائدۃ: 2
- نزاع، گروہ بندی اور انتشار سے اجتناب
- اپنی رائے کو اجتماعی فیصلے پر مسلط نہ کرنا
- امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں حصہ لینا
- اجتماعی امانتوں کی حفاظت

اسلامی حکومت کی بنیادی ذمہ داریاں

- عدل اور قانون کی منصفانہ تنفیذ
- امن و امان کا قیام
- حقوقِ عامہ کا تحفظ
- عبادت اور دینی آزادی کے لیے سازگار ماحول
- زکوٰۃ اور معاشرتی کفالت کا نظام
- کمزور، محتاج اور محروم طبقات کا تحفظ
- معاشی عدل اور استحصال کی روک تھام
- امنِ عامہ اور دفاع
- مشاورت اور جواب دہی
- اخلاقی و معاشرتی خیر کا فروغ

اسلامی اجتماعیت، قیادت اور نظامِ اجتماعی کے قرآنی اصول

عدل: اسلامی اجتماعی نظام کی مرکزی قدر

- دشمنی بھی عدل سے نہ ہٹائے - المائدۃ: 8
- اپنے خلاف بھی حق کی گواہی - النساء: 135
- امانت اہل کے سپرد کرنا - النساء: 58
- ناحق مال اور رشوت سے اجتناب - البقرۃ: 188
- حکم واقتدار کو شخصی مفاد کے بجائے حق کے تابع رکھنا

قانون اور ہدایتِ الٰہی کی بالادستی

- اختلاف میں اللہ اور رسول ﷺ کی طرف رجوع - النساء: 59
- فیصلوں میں وحی کی رہنمائی - المائدۃ: 48-49
- خواہشات کو معیارِ حق نہ بنانا
- حکمران اور محکوم دونوں کا قانونِ الٰہی کے سامنے جوابدہ ہونا

اجتماعی نظم اور اخلاق کا تعلق

- نظم محض انتظامی ضابطہ نہیں بلکہ ایمانی ذمہ داری - النور: 62
- ظاہری اطاعت کے ساتھ اخلاص
- منافقانہ دوعملی سے اجتناب
- وعدے اور عہد کی پاسداری
- نظم کی بنیاد محض سزا نہیں بلکہ تقویٰ اور خداخوفی

اسلامی اجتماعیت اور منافقانہ رویّے

- ظاہری شرکت مگر باطنی عدمِ وفاداری
- اجتماعی ذمہ داری سے بہانے بنانا
- چھپ کر نکل جانا - النور: 63
- مشکل موقع پر جماعت کو چھوڑ دینا
- ذاتی مفاد کو اجتماعی مقصد پر مقدم رکھنا
- اجتماعی نظم کو اندر سے کمزور کرنا

اسلامی اجتماعیت، قیادت اور نظامِ اجتماعی کے قرآنی اصول

بیعت، عہد اور اجتماعی التزام

- بیعتِ رسول ﷺ - الفتح: 10، 18
- عہد کی پاسداری
- اجتماعی وعدے کی اخلاقی حیثیت
- ذمہ داری قبول کرنے کے بعد اس سے وفاداری
- اللہ کے سامنے عہد کی جواب دہی

اسلامی اجتماعیت اور جہاد و دفاع

- اجتماعی دفاع کی تیاری - الانفال: 60
- منظّم صف - الصّف: 4
- نزاع سے اجتناب - الانفال: 46
- خطرے کے وقت اجتماعی ذمہ داری
- دفاعی قیادت اور نظم کی پابندی

اقامتِ دین کا اجتماعی پہلو

- أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ - الشوریٰ: 13
- دین کو محض انفرادی عبادت تک محدود نہ کرنا
- اجتماعی زندگی میں عدل، عبادت اور اخلاق کا اظہار
- خیر کے اجتماعی اداروں کا قیام
- منکر اور ظلم کے مقابل اجتماعی ذمہ داری
- دین کے اصولوں کو معاشرتی زندگی میں مؤثر بنانا

اقتدار اور اخلاقی جواب دہی

- اقتدار خود مقصد نہیں بلکہ ذریعہ ہے
- اقتدار انسان کا مستقل حق نہیں بلکہ امانت ہے
- اللہ اصل مالک و حاکم ہے - النور: 64
- خفیہ اور علانیہ دونوں اعمال اللہ کے علم میں ہیں
- دنیاوی اقتدار کے بعد آخرت کا محاسبہ ہے

اسلامی اجتماعیت، قیادت اور نظامِ اجتماعی کے قرآنی اصول

اسلامی اجتماعیت کا جامع قرآنی تصور

- قرآنِ کریم کی مجموعی تعلیمات سے اسلامی اجتماعیت کا جو تصور سامنے آتا ہے، وہ محض افراد کے اجتماع یا سیاسی اقتدار کا نام نہیں بلکہ ایمان، توحید، عدل، شوریٰ، امانت، معروف میں اطاعت، باہمی تعاون، نظم و ضبط اور اللہ کے سامنے جواب دہی پر قائم ایک جامع اجتماعی نظام ہے
- اسلامی اجتماعیت کی تشکیل خود ایک قرآنی تصور ہے؛ قرآن اہلِ ایمان کو صرف انفرادی نیکی کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ انہیں ایک امت، منظّم جماعت اور باہمی تعاون رکھنے والی اجتماعیت کی صورت میں بھی دیکھتا ہے، جس میں مشترک مقصد، قیادت، مشاورت، اطاعت اور اجتماعی ذمہ داری موجود ہو۔ اس لیے اسلامی جماعت یا منظّم اجتماعیت کو فی نفسہٖ اسلام سے متصادم، مشتبہ یا کوئی " شجرِ ممنوعہ " سمجھنا درست نہیں؛ اصل معیار یہ ہے کہ وہ اجتماعیت قرآن و سنت، عدل، شوریٰ اور اخلاقی حدود کی پابند ہو۔ اسی تناظر میں استخلاف اور اقتدار مقصدِ بالذات نہیں بلکہ اقامتِ دین، عدل، حقوق کے تحفظ، امن اور خیر کے فروغ کا ذریعہ ہیں۔ قیادت امانت، شوریٰ فیصلہ سازی کا اصول، اطاعت معروف کی حدود میں، اور نظمِ جماعت اجتماعی مقاصد کے حصول کا لازمی تقاضا ہے۔
- جماعت کے افراد پر اخلاص، ذمہ داری، وفاداری اور نظم کی پابندی عائد ہوتی ہے، جبکہ قیادت عدل، مشاورت، خیر خواہی اور جواب دہی کی پابند ہے۔ یوں قرآن فرد، جماعت اور حکومت کو ایک دوسرے سے کاٹتا نہیں، بلکہ سب کو اللہ کی ہدایت کے تابع کر کے ایک منظّم، عادل، اخلاقی اور خدا شناس اجتماعی زندگی کی تشکیل کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

اسلامی اجتماعیت کے مقاصد کا ذکر قرآن میں (چند مقامات)

1. شہادت علی الناس

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۔البقرہ: ۱۴۳ اور اسی طرح ہم نے تم کو امتِ معتدل بنایا ہے، تاکہ تم لوگوں پر (حق کے) گواہ بنو اور پیغمبر تم پر گواہ بنیں

2. نیکی کا قیام اور بدی کی روک تھام

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ - آل عمران- 110 تم ایک بہترین امت ہو جسے دوسرے سارے انسانوں کے لیئے برپا کیا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو

3. اقامتِ دین

شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ ۖ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ شوریٰ-13
اسی نے تمہارے لئے دین کا وہی رستہ مقرر کیا جس (کے اختیار کرنے کا) نوح کو حکم دیا تھا اور جس کی (اے محمد ﷺ) ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی ہے اور جس کا ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم دیا تھا (وہ یہ) کہ دین کو قائم کرو

4. اقامتِ عدل و قسط

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ النساء-135 اسلامی اجتماعیت کا مقصد صرف وعظ و تبلیغ نہیں بلکہ ایسا اجتماعی ماحول قائم کرنا بھی ہے جس میں عدل، حقوق اور انصاف عملاً قائم ہوں

اسلامی اجتماعیت کے مقاصد کا ذکر قرآن میں (چند مقامات)

5. اہلِ ایمان کی باہمی ولایت اور اجتماعی ذمہ داری

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔التوبۃ : 71

یہاں مسلمان مردوں اور عورتوں کو ایک دوسرے کے اولیاء، معاون اور ذمہ دار ساتھی قرار دیا گیا ہے؛ یعنی اسلامی اجتماعیت باہمی لاتعلّقی نہیں بلکہ ایک دوسرے کی خیر اور دینی ذمہ داری میں تعاون کا نام ہے۔

6. شورائیت اور اجتماعی فیصلہ سازی

وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ - الشوریٰ: 38 ایک صالح اجتماعیت اپنے معاملات شخصی آمریت یا انفرادی خواہش سے نہیں بلکہ مشاورت، شرکت اور ذمہ دار فیصلہ سازی سے چلاتی ہے۔

7. تمکین کی صورت میں عبادت، عدل اور اجتماعی خیر

الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۔الحج: 41

یہ آیت خاص طور پر بتاتی ہے کہ جب اسلامی اجتماعیت کو اجتماعی قوت یا اقتدار حاصل ہو تو اس کا عملی اظہار نماز، زکوۃ، معروف کے قیام اور منکر کی روک تھام کی صورت میں ہونا چاہیے

اسلامی اجتماعیت کے بڑے مقاصد: شہادت علی الناس ← دعوت الی الخیر ← اقامتِ دین ← امر بالمعروف و نہی عن المنکر ← اقامتِ عدل و قسط ← وحدت امت ← تعاون علی البر والتقویٰ ← اصلاح باہمی ← شورائیت ← نصرتِ مظلوم ← تواصی بالحق والصبر ← خالص بندگیِ الٰہی